Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 38, Sr.No.106, 2017 pp 85 - 94

مجلہ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۸، جنوری۔ مارچ ۲۰۱۷ء، شمارہ ۱۰۶

راجہ سکھ جیون اور انکی فارسی ادب کے لئے خدمات

ڈاکٹر سیدہ فلیحہ زہرا کاظمی ☆

عنبر ذوالفقار ☆☆

Abstract:

Keeping in view the educational and literary importance of Persian language in Ghaznavi era, Persian flourished in the sub-continent. People of this continent wrote superb fiction in this language and people of other religions also considered Persian language inevitable for success. One of the literary figures of sub-continent was Raja Sukh Jeevan, he was of Hindu origin and was ruler of Kashmir. He had great mastery over Persian language and was aware of the importance of Persian language. He established a society in Kashmir valley and named it as "Society of Persian poets of Kashmir". He also selected seven poets to narrate the history of Kashmir valley and particularly of Ranjit Singh in the manner of Shahnama-e-Firdowsi to preserve the history of the era. The article briefly describes the Life of Raja Sukh Jeevan and Shahnama-e-Kashmir in this articl.

مسلمان بادشاہوں کے دور میں فارسی زبان ساکنین برصغیر کے درمیان اس قدر فروغ حاصل کر چکی تھی کہ اس نے تمام جغرافیائی، قومی اور حتی کہ مذہبی روایات کو بھی تہ و بالا کر کے رکھ دیا تھا۔ اس خطے میں بسنے والے ہر شخص کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ اپنے خاندان کے مقام اور اپنی قوم کی سربلندی کے

☆ صدر شعبۂ فارسی، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

☆☆ پی۔ ایچ۔ ڈی سکالر (فارسی) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور۔

حصول کے لیے فارسی زبان سیکھے اور اس زبان میں تکلم کی سعی کرے۔ ہندوستان پر تیموری خاندان حاکم ہوا جو ایران کو اپنا اصلی وطن اور ایرانیوں کو ہم زبان اور ان کی تہذیب وتمدن اختیار کرنا اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے۔(بہار، ص:3356)۔ ترکوں کے دربار میں فارسی بولنے والے مصنفین کی ایک بڑی تعداد موجود تھی وہاں فارسی گوی شعرا اور مشائخ بھی بڑی تعداد میں موجود ہوتے تھے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اکثر ان کی تعداد ایران میں ہم عصر بادشاہوں کے درباروں میں موجود ادیبوں کے برابر ہوتی تھی۔(تفضلی، محمود، 1938، ص:59)

فارسی نے نہ صرف ان بادشاہوں کے دربار میں فروغ حاصل کیا بلکہ دربار کی رسمی زبان کی حیثیت سے ہمیشہ اہل علم وفضل کی توجہ کا سبب بنی (طاھرہ صدیقی، 1999، ص:1450) عہد اکبری ہی میں کشمیر نہ صرف سیاسی لحاظ سے بلکہ تہذیب وتمدن کے حوالے سے بھی برصغیر پاک و ہند کے عظیم تیموری بادشاہوں کی تہذیب وتمدن کا مظہر بن گیا تھا۔(آفتاب اصغر، 1364، ص:75) اور ان بادشاہوں کے توسط سے فارسی زبان وادب نے کشمیر میں شہرت حاصل کر لی۔ کیوں کہ فارسی کو شرفا اپنا قیمتی سرمایہ شمار کرتے تھے اس لیے معاشرے کے مختلف طبقات اس زبان کو سیکھنے کے لیے سرگرم ہو گئے۔(محمود ھاشمی، ص:1) اس میدان میں نہ صرف مسلمان بادشاہ بلکہ دوسرے مذاہب کے پیروکار بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ وہ فارسی زبان میں تکلم اور فارسی میں درس وتدریس کو اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے۔ شاہان سرزمین برصغیر نہ صرف شعرا و ادبا فارسی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے بلکہ خود بھی فارسی زبان میں شعر کہا کرتے تھے۔ فردوسی، حافظ، سعدی اور مولانا کا کلام یہاں زبان زد عام تھا لیکن ایک شاعر ایسا تھا جس کے کلام کو خاص اہمیت حاصل تھی وہ عظیم شخصیت فردوسی طوسی کی تھی جس کا شاہنامہ ایسی اہمیت کا حامل تھا کہ اکبر بادشاہ نے ایک معرکے کے دوران ابوالفضل کو لکھا کہ دوران جنگ سوائے شاہنامہ فردوسی کے کسی اور کتاب کو نہ پڑھا جائے۔ اسی طرح یہ حکمران ایرانی بادشاہوں کی مانند شاہنامہ پڑھنے اور سننے کے عاشق تھے۔

عبداللہ خان اسحاق زائی احمد شاہ ابدالی کا سپہ سالار تھا جسے فاتح کشمیر کا لقب ملا۔ یہ کشمیر میں اپنی مضبوط حکومت کے قیام کے بعد کابل لوٹ آیا اور عبداللہ خان کو چک کابلی کشمیر میں اس کا جانشین قرار پایا محمد (اسماعیل، 2013، 1/164) چند سال کے بعد ہی وہ ''سکھ جیون مل کھتری'' سے دشمنی و جنگ و جدل پر اتر آیا اور معاملہ اس حد تک بڑھا کہ سکھ جیون 1167ھ/1153ء میں عبداللہ خان کو چک اور اس کے دو بیٹوں کو قتل کر کے خود کشمیر کا حاکم بن گیا۔ سکھ جیون (1167-1175ق 1761-1753ء) کے، آباواجداد کا تعلق کابل کے ہندو گھرانے سے تھا۔ وہ احمد شاہ ابدالی (1160-1186ق 1772-1747ء) کے دور میں اس کے وزیر شاہ ولی خان کا ملازم تھا۔ احمد شاہ ابدالی کے حکم پر عبداللہ خان ایشیک آقاسی نے کشمیر کو فتح کیا اور تیموریوں کے تسلط سے آزاد کروایا اور ابدالی کے حکم پر نائب السلطنت مقرر ہوا اور سکھ جیون وہاں کے دیوانی امور کا ذمہ دار قرار پایا۔ اسی دوران جب لاہور افغان حکومت کے ہاتھ سے نکل گیا تو سکھ جیون نے

موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے افغان فوج کے سردار کو قتل کر کے حاکم کشمیر خواجہ کو چک کو زندان میں ڈال دیا۔ اور سکھ جیون نے خود تیموری بادشاہ عالمگیر ثانی 1167۔1173ق 1759-1753) کی سربراہی قبول کر کے خود کو اس سے منسوب کر کے کشمیر میں عالمگیر کا سکہ اور خطبہ جاری کیا۔ بہت عرصے تک سکھ جیون مختلف معرکوں میں مصروف رہا۔ آخر کار اس نے اپنے مسلمان وزرا ابوالحسن اور میر مقیم کو برطرف کر کے اپنے ہندو مشعرب مصاحب مہانند پنڈت کو رئیس الملک کا درجہ عطا کر دیا اور اس کے بھڑ کانے پر مسلمانوں کی بے حرمتی شروع کر دی اور اذان اور گاو کشی کو بھی ممنوع قرار دے دیا۔ اس بنا پر مسلمانوں میں اس کے لیے منافرت پھیل گئی (غلام حسن، 1950، 659/6)

احمد شاہ ابدالی نے 1175ق 1760 میں شاہ ولی اللہ کے چچازاد نورالدین خان بامیزائی کو سکھ جیون کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ اس معرکے میں سکھ جیون کو شکست ہوئی اور گرفتاری کے بعد نورالدین کے حکم سے اس کی آنکھیں نکال لی گئیں۔ پھر اس کو احمد شاہ کے حضور پیش کیا گیا جہاں بادشاہ کے حکم سے اس کو ہاتھیوں کے پیروں تلے روند ڈالا گیا۔

اگرچہ اپنے دور حکومت کے آخری آیام میں سکھ جیون نے مسلمانوں کے ساتھ بہت ناروا سلوک اختیار کیا تھا اور شاید اسی لیے مسلمان سپاہیوں نے اس کی حمایت ترک کر دی تھی لیکن اس سے قطع نظر مسلمان مورخین کے بقول وہ ایک شائستہ اوصاف کا حامل اسلامی عقائد کو پسند کرنے والا حکمران تھا۔ اس نے اپنے دور حکومت میں مسلمان مشائخ کے مزارات و باغات کی تعمیر نو کی۔ اس کے دستر خوان پر ہر روز کم از کم گیارہ سے بارہ مرتبہ نیاز کا اہتمام کروا کر تقسیم کیا جاتا تھا۔ (آزاد، 1297، ص:115) اور وہ دیگر مذاہب کا بھی احترام کرتا تھا۔ رفیع باذل اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''سکھ جیون خوش طبع اور شاعرانہ مزاج کے حامل شخصیت کے مالک تھے۔ مسلمان علما و فضلا کی قدر دانی کرتے، ہر جمعہ کے روز مسجد جاتے، اولیا کے مزارات کی زیارت کرتے، منگل کے روز مشاعرے کا اہتمام کرتے اور دیگر اعیاد پر جشن کا اہتمام کرتے تھے۔'' (حسن کھویای، 1950، 661/6) وہ خود زمانے کی بے ثباتی کو یوں بیان کرتا ہے۔

چشم از وضع جهان پوشیده به سر به سر آن، نا دیده به
هر که چون من داشت جا بر فرق گل عاقبت در خاک وخون غلطیده به
چند روزی خود تماشا کرده ام زین چمن گل های عبرت چیده به

سکھ جیون نے اپنے صلح پسندانہ اور عادلانہ رویے سے کشمیر کے تمام مسلمانوں اور غیر مسلموں کے دلوں پر بھی حکمرانی کی اور خطے کے حالات کو بہتر کیا۔ (ایضاً، ص116-114) وہ علم دوست، عادل اور تہذیب یافتہ شخصیت کا مالک تھا۔ اس نے " انجمن فارسی شعرا کشمیر " کے نام سے ایک انجمن تشکیل دی اور ملا لال محمد توفیق جو مولوی توفیق کے نام سے معروف تھے ان کو اپنی انجمن کا ملک الشعرا مقرر کیا اور اسی کے حکم کے مطابق ملا محمد توفیق کے علاوہ کچھ ادبا، علما اور فضلا کا ایک گروہ تشکیل دے کر انھیں اس بات پر مامور کر دیا

کہ " شاھنامہ کشمیر" کا مقدمہ فراہم کریں۔ یہ انجمن ملا محمد توفیق، محمد علی خان متین، محمد جان بیگ سامی، رحمت اللہ بانڈی مقلب نوید، ملاحسن راجہ اور عبدالوہاب شائق پر مشتمل تھی۔ ان میں سے ہر ایک نے اس تصنیف کے ایک ایک حصے کی تخلیق کی ذمہ داری قبول کی۔ سکھ جیون کی ہدایت پر تمام شعرا ہفتے میں ایک بار جمع ہوتے، اپنے اپنے اشعار سناتے اور تصحیح کرتے اور اصلاح کے بعد ہی اسے شاہنامہ کشمیر کے مجموعے کے لیے منتخب کیا جاتا۔ اس کے بعد سکھ جیون جو خود ایک ادیب اور ماہر فارسی دان تھا وہ بھی اس کی اصلاح اور اشعار کی غلطیوں کی نشاندہی کرتا تاکہ اشعار اور متن اپنی بہترین صورت میں منتخب ہوسکیں۔ (ملا محمد توفیق، 1989، ص:64)

کھن گشت شاھنامہ ھای قدیم بود تازہ مقبول طبع سلیم
ز تاریخ کشمیر جنت نظیر ز ھر واقعہ کان بود ناگزیر
سخنور پناھابفرمان تو بنظم آید این نظم در شان تو
نیم ھمچو فردوسی پاکدین کہ شاھنامہ گویم بلفظ متین

شاہنامہ کشمیر جو شاہنامہ فردوسی کی تقلید اور پیروی میں لکھا گیا، کشمیر کی تاریخ اور اس کے حکمرانوں کی زندگی اور احوال پر مشتمل تھا۔ اس منظومے کو بے نقص اور کامل صورت میں تخلیق کرنے کے لیے مذکورہ بالا شعرا میں سے ہر ایک اس ادیب، مورخ اور شاعر کی نظر سنجی اور مشورہ سے اپنے اشعار کی تصحیح کرتے تھے۔

اس دور کے معروف ادیب، شاعر اور نمایاں مورخین شاہنامہ کشمیر کی تخلیق میں پورے تن دھن سے مصروف ہوگئے۔ 1170ھ 1756ء میں سکھ جیون مل احمد شاہ ابدالی کے سپہ سالار نورالدین خان زائی کے ہاتھوں گرفتار ہوا، اور مذکورہ شعرا کی انجمن بدترین حملے کے سبب کالعدم قرار پائی اور یوں شاہنامہ کشمیر کا وہ حصہ جو لکھا جا چکا تھا اس میں سے زیادہ حصہ ضائع ہوگیا۔ خوش قسمتی سے اس شاہنامہ کا مختصر حصہ ''ریاض الاسلام'' جسے عبدالوہاب شائق نے لکھا تھا جو کشمیر کے مقامی علما، فضلا اور صوفیا کی زندگی، تہذیب وتمدن پر مشتمل تھا دستبرد زمانہ سے بچ گیا۔ اس شاہنامے کا ایک اور بخش جو مولوی محمد توفیق کے زیر نظارت مملکت کشمیر کے احوال پر مبنی تھا اس کا بھی ایک مختصر سا حصہ محفوظ رہ گیا۔ (ظہورالدین احمد، 1385، ص:853)

ملا شیخ محمد توفیق 1108ھ 1694ء میں کشمیر میں پیدا ہوئے اور 1201ھ 1875ء میں وہیں وفات پاگئے) (آرزو، ص:1266) وہ معنی بندی اور مضامین کی تخلیق میں اپنی مثال آپ رکھتے تھے اور خود ان کے بقول مثنوی، غزل اور قصائد سرائی میں اپنے دور میں یگانہ روزگار تھے۔ ملا توفیق نے راجہ جیون مل کی مدحیہ سرائی بھی کی اور اس دور پر مدحیہ قصائد بھی لکھے۔ (راشدی، ص:1170)

شاہنامہ کشمیر کے دوسرے شاعر عصام الدین کا فرزند محمد علی خان متین کشمیری 1131ھ 1618ء میں کشمیر جیسے جنت نظیر علاقے میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک عرصے تک نائب صوبہ دار کی حیثیت سے بھی ذمہ داریاں سنبھالتے رہے۔ ان میں شعر گوئی کی بہترین صلاحیتیں موجود تھیں۔ (افتخار، ص:113) ان کی ذمہ

داری کشمیر کے حوالے سے تاریخ کی معلومات فراہمی تھی۔ معروف محقق ڈاکٹر ظہور الدین احمد کے مطابق متین ان سات شعرا میں سے ہیں جس کو راجہ جیون ملا نے کشمیر کی مستند تاریخ لکھنے کے لئے منتخب کیا لیکن اس کے تحریر کردہ شاہنامے کے اشعار آج ہماری دسترس میں نہیں۔

متین ۱۱۷۹ھ/ ۱۷۶۵ء میں سری نگر کشمیر میں وفات پا گئے۔ (صفا، 1386، ص:583-584)

راجہ سکھ جیون نے عبدالوہاب شائق کو بھی شاہنامہ لکھنے کے لیے منتخب کیا تھا اور اس کے ہر شعر کے بدلے ایک روپیہ کا انعام متعین کیا تھا۔ (سندیلوی، 1992، 1043/2) وہ ایک زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ شاہنامہ لکھنے کی ذمہ داری ملنے کے بعد سری نگر گئے اور وہاں اس شاہنامہ کے ایک حصے کو تحریر کرنے کے لیے ہمہ وقت مصروف رہتے یہاں تک کہ اس کے چار ہزار اشعار کہہ ڈالے۔ اس وقت تک جیون مل قتل ہو چکا تھا۔ پس شائق نے اس حصے کا نام ''ریاض الاسلام'' رکھا جو چار جلدوں پر مشتمل تھا۔
''ریاض الاسلام'' صوفیا، اولیا اور کشمیری سیدوں سے متعلق تھا لیکن افسوس کہ آج اس مثنوی کی صرف دو جلدیں خطی نسخے کی صورت میں موجود ہیں۔ جو کشمیر کے صوفیا کے احوال و آثار کی تفصیلات کی وجہ سے بہت اہمیت کی حامل ہیں۔

هم از ریشیان سعادت نشان	هم از عالمان عمل افتران
ز شاهان بتقریب سازم بیان	که تاریخ کشمیر یابم عیان
که این رکن اول به آخر رسید	دوم رکن از ریشیان سعید
ازین پس سیوم رکن سازم رقم	خدایا تو توفیق بخش از کرم
که این نامه ماند زمن روزگار	که ذکر یست از اولیای کبار
چه میگفتم و درچه پرداختم	کجا بود اوهم کجا تافتم
از ان شیخ دین صرفی باکمال	کنم ختم این قصه خوش مقال
خلیفه از ان شیخ عرشان شعار	بکشمیر بودند نامی چهار
بهریک خلیفه بوجه الم	برکن چهارم نمایم رقم
چو از ریشیان می شوم مدح خوان	زمخدوم حمزه نمائیم بیان

(مسعودی، ص:21)

دوسرے رکن کے اہم مطالب درج ذیل ہیں:

کشمیر کی تاریخ، جغرافیہ کشمیر، جنت نظیر وادی کے خوبصورت و دلکش قدرتی مناظر، ہندوستان اور کشمیر کے راستوں کی تفصیلات، پہاڑوں کی تعداد اور ان کے نام، اولیا بزرگ اور علما کرام، کشمیر میں اسلام کی

اشاعت، اولیا کی کرامات کا بیان، کشمیر کے شعرا اور علما وغیرہ کا بیان موجود ہے۔ مثنوی کا دوسرا رکن کشمیر میں اسلام کے ظہور کی ابتدا (727ھ/1326ء) سے ہوتا ہے۔ اس حصے میں شعرا نے کشمیر میں ظہور اسلام سے لے کر یہاں پر مقیم علما، شعرا، سلاطین اور اہم تمام شخصیات کا ذکر کیا ہے۔ حتیٰ یہاں جن صوفیا کرام کی قبور ہیں ان کے ذکر سے بھی شاعر نے اپنے کلام کو مزین کیا ہے۔ (م۔م مسعودی، ص:59) شائق نے مثنوی کی ابتدا خدا کی حمد وثنا اور نعت رسول اکرم ﷺ سے کی۔ اس نے رسول پاک ﷺ کے معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کشمیر میں اسلام کے ظہور کی تاریخ کو تفصیلا بیان کیا ہے۔ اولیا کشمیر مثلا حضرت شرف الدین بلبل، حضرت امیر کبیر، میر سید علی ھمدانی اور ان کے محبوب ترین دوست خلفا حضرت شیخ یعقوب صرفی، حضرت بابا داد خاکی، حضرت حبیب حبیبو شہری اور دوسرے اولیا کے بارے میں بھی تفصیلات بیان کی ہیں۔ مثنوی میں ضرورت کے مطابق نثری صورت میں حکایات بھی رقم کی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص کے قاتل سیف الدین کا قصہ یوں بیان کیا ہے:

۔۔۔ بادشاہ نے اپنی عقلمندی سے اس امر کا ادراک کیا کہ قاتل جھوٹ بول رہا ہے۔ قاتل کو بلایا اور اس سے کہا اس آدمی کو کیوں قتل کیا؟ اس نے انکار کیا اور خوف کے سبب بلاوجہ بولتا رہا یہاں تک کہ اس کی کمر سے بندھا چاقو گر گیا۔ مگر اس آدمی نے کہا میں نے دعوت کے لیے اس چاقو سے اپنے گھر میں مرغی ذبح کی تھی۔ بادشاہ نے کسی کو اس کے گھر بھیجا انہوں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ نہ اس کے گھر دعوت تھی نہ اس نے کوئی مرغی ذبح کی تھی۔ (مسعودی، ص:23)

شائق فردوسی طوسی کی مانند بیان میں روانی اور کلام میں سلاست کا قائل تھا۔ وہ انھی نکات کو مد نظر رکھتے ہوئے غازی خان اور میرزا معالی کے درمیان جنگ کے واقعات کو یوں بیان کرتا ہے:

ملک شمس رادادری پیش کرد — مداوای زخم دل ریش کرد
بیاراست لشکر پی کار زار — زریگ بیابان فزون در شمار
نہ لشکر کہ طوفان بی داد بود — زسر تا قدم کوہ فولاد بود
زھر قوم ھمراہ فوج فوج — چو دریای جو شندہ آمد بہ موج

مرزا سامی بیگ بدخشی کا بیٹا میرزا محمد جان بیگ سرزمین کشمیر کا مشہور شاعر تھا۔ سامی کی سکھ جیون لال سے ملاقات کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ ایک دن سکھ جیون نے حافظ شیرازی کی غزل ''آپ کے درخشاں چہرے سے چمکدار حسین چاند کی روشنی'' کا جواب اپنے درباری شاعروں سے طلب کیا۔ اگر چہ اس وقت تک سامی کو باوجود ہزار کوشش سکھ جیون سے شرف ملاقات نصیب نہیں ہوا تھا لیکن جب سکھ جیون نے اپنے درباری شعرا سے جواب شعر حافظ طلب کیا تو سامی نے بھی اس کو اپنی جانب سی دربار کے باہر ہی سے

جواب بھیجا۔

سامی شرم و حیا کہ وجہ سے دروازے کے باہر کھڑا ہے
وہ لوٹ جائے یا اندر آ جائے آپ کا کیا حکم ہے

اس کا منظوم جواب سن کر سکھ جیون اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اس نے اسے بلایا اور اپنے درباری شعرا میں شامل کر لیا(پیر غلام حسن کھویہامی" تاریخ حسن" ،ص:141) سکھ جیون نے کشمیر کی تاریخ لکھوانے کے لیے سامی سمیت سات شعرا کو منتخب کیا تھا اور ہر ایک کو ایک حصے کا مسئول بنایا تھا لیکن جہاں تک سامی کی بات ہے اس نے تن تنہا ہزار شعر کہے(آفتاب رای لکھنوی، 1982، /2981ء)

کشمیر میں ادبیات فارسی کے مصنف عبد القادر سروری لکھتے ہیں" سامی کی رزمیہ کا ایک حصہ ریسرچ لائبریری سری نگر میں موجود ہے۔ اور قوی امکان ہے کہ یہ تصنیف شاہنامہ کشمیر کا حصہ ہے اور وہاں کے حکمرانوں کے بارے میں "للیتہ دت" کے نام سے لکھی گئی ہے۔ اور اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حصہ ہندو بادشاہوں کے دور کی تاریخ تھی۔(عبدالقادری سروری، 1968، ص:9)

وہ شاہ عالم دوم گورگانی کے دور کی سرگذشت، شاہنامہ فردوسی کی طرز پر لکھنے میں مشغول تھے کہ زندگی نے ان کا ساتھ نہ دیا اور ابھی چند ابواب کو ہی ترتیب دیا تھا کہ وفات پا گئے۔

رحمت اللہ بانڈی متخلص بہ نوید، کے بارے میں زیادہ معلومات ہماری دسترس میں نہیں ہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ سکھ جیون کے مقربین میں سے تھے اور" شاعر ھمشیہ " کے عنوان سے راجہ کی ہر محفل میں موجود ہوتے۔ اسی بنا پر راجہ سکھ جیون نے نوید کو بھی شاہنامہ کشمیر لکھنے والے سات شاعروں میں شامل کر دیا تھا۔ لیکن جو شاہنامہ دستبرد زمانہ سے محفوظ رہا اس میں اس کے اشعار موجود نہیں ہے۔

صاحب کلیات ملا محمد توفیق شاہنامہ کشمیر کے ایک اور شاعر ملا محمد راجہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "راجہ کا شمار بھی ان سات شعرا میں ہوتا ہے جنھیں شاہنامہ کشمیر لکھنے کے لیے منتخب کیا گیا تھا اور بہترین شعر کہنے کی وجہ سے اس کا شمار کشمیر کے معروف شعرا میں ھوتا تھا لیکن اب ان کا ایک بھی شعر موجود نہیں اور موجودہ تذکروں میں بھی ان کا کوئی ذکر موجود نہیں۔(ملا محمد توفیق، 1989، ص:39)

حسن راجہ کے بارے میں سید حسام الدین راشدی لکھتے ہیں: حسن راجا کشمیری (م1175ھ/1761) سکھ جیون کے دربار سے وابستہ تھے اور منظوم تاریخ لکھنے میں ملا محمد توفیق، عبدالوھاب شائق، محمد جان بیگ سامی، ملا رحمت اللہ نوید کے رفیق تھے۔ مگر راجہ سکھ جیون کے قتل کی وجہ سے وہ تاریخ مکمل نہ ہو سکی۔(راشدی، 1938، ص:3210)

شاعر عبدالوھاب شائق نے شاھنامہ کشمیر کے حصے " ریاض الاسلام" میں سکھ جیون کی ادب پروری اور علم دوستی پر ایک مختصر مثنوی لکھی جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

ھنر مند را در جھان طالب است باھل سخن بیش تر راغب است

گران شد از و قسمت شاعران | بسنجد بمیزان زر آسمان
مراهم ازوچشم بخشایش است | به مدحش سر زیب و آرایش است
چو طبعم بمدحش روان می شود | فسانه زمن داستان می شود
زلطفش کنم شمه رابی بیان | که روزی بیزمش شدم شعر خوان
سخن درمیان آمد از مثنوی | زنظم نظامی ، دگر خسروی
شد از لطف آن راجه نکته دان | یمن از لب لعل گوهر نشان
که خواهم زا عجوبه روزگار | بماند زما نامه یادگار
بود زنده نام همه از سخن | دهد چرخ کام همه از سخن

شاہنامہ کشمیر کا متن پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ سات شخصیات ادبیات فارسی میں کمال کی مہارت رکھتی تھیں۔ اورانھیں نہ صرف ایرانی شعرا کے احوال و آ ثار پر مکمل دسترس حاصل تھی بلکہ ان کے علم وفن سے بہت متاثر تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنے علمی مقام اور کلام کو حکیم طوسی سے ارزاں سمجھتے ہیں۔

کهن گشت شاهنامه هاي قديم | بود تازه مقبول طبع سليم
ز تاريخ کشمير جنت نظير | بنظم آيد اين نظم درشان تو
نيم همچو فردوسی پاکدين | که شاهنامه گويم بلفظ متين
مرا رتبه آن سخنور کجا است | بميزان او گنج گو هر کراست
ولی همت گر بود يار من | به شهنامه سنجی رسد کار من

ان علما کے کلام سے کسب فیض کے بعد ہم یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ اگر چہ شاہنامہ کشمیر اپنی مکمل صورت میں ہم تک نہیں پہنچا لیکن ان کے محفوظ کلام کو پڑھنے کے بعد اس امر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان شعرا نے اپنے تمام تر علم وفضل اور کرامت کو استعمال کرتے ہوئے راجہ سکھ جیون کے حکم پر ایک ایسا شاہنامہ تخلیق کیا جو اپنی تاریخی اہمیت کے سبب کشمیر کی تاریخ میں ہمیشہ اہم سمجھا جاتا رہے گا۔

راجہ سکھ جیون کی سوانح حیات اور شاہنامہ کشمیر پڑھ کر ہم اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سکھ جیون نہ صرف خود ایک عالم بلکہ علم دوست اور علم پرور شخصیت تھے۔ انھوں نے اپنی کاوشوں سے فارسی زبان وادب کی ترقی کے لیے عملی اقدامات سرانجام دیئے اور سرزمین کشمیر میں اس کے فروغ کا باعث بنے۔

☆☆☆☆

منابع

☆ آرزو، سراج الدین علی خان" مجمع النفائس" بکوشش دکتر زیب النساعلی خان، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد بی۔تا

☆ آفتاب اصغر" ارمغان کشمیر" خانہ فرهنگ ج۔ا۔ایران لاهور 1992 م

☆ آفتاب اصغر" تاریخ نویسی فارسی درهند و پاکستان" خانہ فرهنگ ج: اایران، لاهور 1364 ش

☆ آفتاب رای لکھنوی" ریاض العارفین" بتصحیح سید حسام الدین راشدی، ج: ا، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، 1982 ش

☆ افتخار، سید عبدالوهاب" تذکرہ بینظیر" الہ آباد، 1930 م

☆ بهار، محمد تقی" سبک شناسی" ج3: ،امیر کبیر، تهران 1370 ش

☆ پیر غلام حسن کھویای" تاریخ حسن" سری نگر هند 1950 م

☆ تفصیلی، محمود" روابط هند و ایران" تهران 1938 ش

☆ راشدی، حسام الدین" تکملہ تذکرہ شعرای کشمیر" ج4: لاهور 1938 م

☆ سندیلوی، شیخ احمد علی خان هاشمی" تذکرہ مخزن الغرائب" ج2: ،مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ،اسلام آباد، 1992 م

☆ صفا، ذبیح اللہ" تاریخ ادبیات فارسی در ایران" ج 3 : ،تهران 1386 ش

☆ طاهره صدیقی" داستانسرای فارسی در شبہ قارہ در دور تیموریان"، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، 1999 م

☆ ظهور الدین احمد" پاکستان میں فارسی ادب" مترجم ڈاکٹر شریف ج: ا، پژوهشگاہ علوم انسانی و مطالعات فرهنگی، تهران 1385 ش

☆ عبد القادر سروری" تاریخ ادبیات فارسی در کشمیر)" اردو(با اهتمام مجلس تحقیقات اردو، سری نگر هند، 1968 م

☆ غلام علی آزاد، میر" خزانہ عامرہ" کانپور 1297 ق

☆ گ۔ل۔تیکو" برگزیدہ ای از پارسی سرایان کشمیر"انجمن ایران وھند، تہران، 1342 ش
☆ محمد اسماعیل ریحان، مولانا" تاریخ افغانستان"ج:ا، کراچی 2013م
☆ محمودہ ہاشمی" تحول نثر فارسی در شبہ قارہ" مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ۔اسلام آباد 1992م
☆ ملامحمد توفیق" کلیات ملامحمد توفیق کشمیری باتصحیح ومقدمہ محمد وصی اختر، ادارہ تحقیقات عربی وفارسی، پٹنہ (ھند)1989م
☆ م۔م۔مسعودی" تاریخ ادبیات فارسی کشمیر)" اردو(بی۔تا

✿✿✿